عزیز الاقتباس

فی فضائل

اخیار الناس

مصنفہ تاج المفسرین رئیس المحدثین حضرت مولانا مخدومنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اس مین آپنے وہ تمام حدیثین جمع کی ہین جو خلفائے اربعہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضائل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرماتی ہین۔ اور آپکے شاگرد خاص مولانا [illegible] کا فارسی ترجمہ اور فوائد زیادہ مرزا حسن علی صاحب مرحوم محدث لکھنوی سے [illegible] کرکے اسکو نادر اور بکار آمد رسالہ بنا دیا ہے جو عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً طالب علموں اور واعظوں کے لیئے بہت ہی مفید ہے چونکہ احقر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی نواسہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے اہل زمانہ کو زبان فارسی سے نا آشنا پاکر اسکا ترجمہ سلیس اردو زبان مین کرویا اور فی صفحہ دو کالم کرکے آپنے

مطبع احمدی واقع دہلی مین چہپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاہلہ والصلوٰۃ علی اہلہا۔ **اما بعد** کہتا ہے فقیر سراپا تقصیر **نظام الدین کرنالوی** کہ یہ
ہیچمدان کو اس قابل کہان کہ حضرت شاہ صاحب جیسے کامل کی تصنیف پر اپنی ناقص تحریر مین لاسکے۔ اور دریا
کو کوزہ مین بند کر دکھائے۔ مگر خدا کی شان کے قطرہ جہان چاہے تو سراب - آب ہو جائے + گر ذرہ ہو آفتاب
ہو جائے۔ یکایک جامع اخلاق و کرم مولوی شاہ ظہیر الدین سید احمد صاحب ولی اللّٰہی سجادہ نشین
درگاہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب و دیگر بزرگان خاندان عزیزیہ
نبیرۂ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ نے جو ہمیشہ خاندان عزیزیہ کی مصنفہ
کتابون کی اشاعت اور ان حضرات کا فیض عام کرنے مین سرگرم اور مصروف رہتے ہین۔ مجھ سے
ارشاد فرمایا کہ **عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس** حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز صاحبؒ کی چھوٹی سی کتاب ہے کتاب کیا گوہر نایاب ہے۔ اس مین شاہ صاحب نے وہ حدیثین
جمع کی ہین جو خلفائے اربعہ کے فضائل مین مروی ہین۔ اور آپکے تلمیذ خاص حضرت مولانا مرزا حسن علی صاحب
محدث لکھنوی نے فارسی زبان مین ترجمہ کیا ہے۔ نور علےٰ نور بنا دیا ہے۔ مگر چونکہ اس زمانے مین لوگون کو
فارسی زبان کا بہت کم خیال ہے۔ عام لوگون کو نفع اٹھانا محال ہے۔ اگر روزمرہ کی صاف زبان اردو مین
ترجمہ ہو جائے تو ہر شخص کو نفع پہنچ جائے۔ لہذا مولوی صاحب موصوف کا فرمانا قبول کیا اور شاہ
صاحب کی کتاب کی خدمت اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھکر ترجمہ شروع کیا۔ اور تشریح مطالب کے متعلق
حسب ضرورت موقع موقع پر اور مضامین اضافہ کیئے جو خط کھینچکر نیچے لکھ دیئے جس سے یہ رسالہ عام پڑھنے والون
اور نیز طالب علمون اور واعظون کے لیے زیادہ کارآمد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے
خیر عنایت فرمائے۔ اور ان کے تصدق مین مترجم مسکین کی مغفرت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین۔ قال الشیخ الامام العلامۃ افضل المتاخرین مسند الوقت الشیخ عبد العزیز العمری المحدث الدہلوی رضی اللہ عنہ۔

فضائل خلفائے اربعہؓ

اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُہُوْلِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔ ابوبکر و عمر سردار میانہ سالان اہل جنت اند از پیشینیان و پسینیان مگر پیغمبران و رسولان۔ بروایت مسند احمد کہول الجنۃ وشبابہا وارد شدہ یعنی سردار میانہ سالان و جوانان اہل بہشت اند۔

فائدہ۔ این حدیث دلالت میکند بر افضلیت ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما بر جمیع امت بعد پیغمبر خدا صلعم و ہمین مطابق قرآن و احادیث کثیرہ و اقوال صحابہ و تابعین است و بران اجماع اہل سنت و جماعت است و کسیکہ خلاف آن گفتہ است از درجہ اعتبار ساقط زیرا کہ مخالف نصوص قطعیہ و اجماع است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف خدا کے لئے ہے۔ اور درود و سلامتی رسول محمد صلعم پر اور انکی آل و اصحاب سب پر۔ فرمایا شیخ امام علامہ افضل المتاخرین مسند وقت شیخ عبد العزیز عمری محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

خلفاء اربعہ کے فضائل

اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُہُوْلِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔ ابوبکر و عمر نبیوں اور رسولوں کے سوا اہل جنت کے اگلے پچھلے تمام میانہ سال لوگوں کے سردار ہیں اور مسند امام احمد کی روایت میں کہول الجنۃ وشبابہا وارد ہوا ہے۔ یعنی جنت کے میانہ سال اور جوانوں کے سردار ہیں۔

فائدہ۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل ہیں اور یہی قرآن و احادیث کثیرہ و اقوال صحابہ و تابعین کے مطابق ہے اور اسی پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے جس نے اس کے خلاف کہا درجۂ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ نصوص قطعیہ اور اجماع کے مخالف ہے [۱]

---

[۱] یہ حدیث جو ترمذی نے اخراج کی ہے انسؓ سے مروی ہے۔ نیز ترمذی نے طریقہ علی بن حسینؓ سے اخراج کیا ہے۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر و عمر فقال رسول اللہ صلعم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرہما۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکر و عمر نظر آئے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں انبیا و مرسلین کے سوا تمام میانہ سالان جنت کے سردار ہیں۔ اے علی دیکھنا ان کو اطلاع نہ کرنا (کہ رسول اللہ صلعم نے تمہاری نسبت ایسا فرمایا ہے تاکہ عجب میں نہ گرفتار ہو جائیں) نیز حارث اعور شاگرد حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ترمذی ابن ماجہ دونوں میں موجود ہے۔ غرض یہ حدیث حضرت علیؓ سے بطریق مختلفہ و متعددہ ثابت ہوئی ہے۔ حضرت علیؓ اپنے منہ سے شیخین کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔ ایک جگہ ان ہی سے منقول ہے کہ من فضلنی علی ابی بکر و عمر فجلدتہ حد المفتری یعنی جو مجھکو ابوبکر و عمر پر فضیلت دیگا میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ سبحان اللہ صحابہ آپس میں کس قدر محبت رکھتے تھے۔ کس درجہ لحاظ مراتب کا خیال تھا۔ محمد نظام الدین کرانوی۔

عثمان بن عفان ولیی فی الدنیا والآخرۃ رواہ ابو یعلی
عثمان ابن عفان دوست من است در دنیا و آخرت
یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی
اے علی تو برادر من هستی در دنیا و آخرت ابوبکر
منی کانسامعہ وابو بکر اخی فی الدنیا والآخرۃ
رواہ الفردوس الدیلمی۔ ابوبکر از من است و من از
ابوبکرم و ابوبکر برادر من است در دنیا و آخرت
و این کنایت است از قرب منزلت و کمال اتحاد و بے
تکلفی در معاملات و انبساط در مفہمات۔
ان اللہ تعالیٰ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ
الترمذی واحمد۔ ہر آئینہ خدا تعالیٰ گردانید حق را بر زبان
عمر و دل او و بطبق آن بست و شش احکام
شرعیہ بجملہ آن چند آیات خدا و حجاب گرفتن

عثمان بن عفان ولیی فی الدنیا والآخرۃ رواہ ابو یعلی
عثمان بن عفان میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں اسکو
ابو یعلی نے روایت کیا۔ یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرۃ
رواہ الترمذی۔ اے علی تو دنیا اور آخرت میں میرا
بھائی ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ ابوبکر منی
کانسامعہ وابو بکر اخی فی الدنیا والآخرۃ رواہ الفردوس
الدیلمی۔ ابوبکر مجھ سے اور میں اس سے اور ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرے
بھائی ہیں۔ اس کو فردوس دیلمی نے روایت کیا۔ اور یہ کنایہ ہے
ابوبکر کے قرب منزلت اور کمال اتحاد اور بے تکلفی معاملات اور انبساط
مفہمات کے۔ ان اللہ تعالیٰ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ
الترمذی واحمد بے شک اللہ تعالیٰ نے کر دیا حق کو عمر کی
زبان اور دل پر۔ اس کو ترمذی اور احمد نے روایت کیا۔ اور
انکی مطابق ۲۶ احکام شرعیہ ہیں جنمیں آپکی رائے وحی کے موافق ہوئی

ف۱ ایکبار رسول اللہ صلعم چند اولو العزم مہاجرین میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے کفو کی طرف اٹھ چلے۔ اور آپ حضرت عثمان کی طرف چلے اور ان سے معانقہ کیا۔ اور حضرت طلحہ سے فرمایا کہ طلحہ! ہر نبی کا جنت میں اسکی امت میں سے ایک رفیق ہوگا۔ اور میرا رفیق اور ساتھی جنت میں عثمان ہے انتہی ۱۲ حضرت عثمان اشراف قریش میں سے تھے۔ ان کی نانی بیضا بنت عبد المطلب تھیں۔ جو آپ کی پھوپھی ہوتی ہیں ۱۲

ف۲ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے باب میں فرمایا کہ " انت منی وانا منک " یعنے تو مجھسے اور میں تجھسے۔ اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ احادیث فضائل پر دلالت کرتی ہیں اور فضائل امور اضافیہ ہیں۔ اور امور اضافیہ میں تعارض نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکر کی نسبت اور اعتبار سے فرمایا کہ حضرت علی کی نسبت اور اعتبار سے۔ غرض اسی طرح چاروں خلیفہ مکرم و معظم ہیں۔ کسیکو کسی اعتبار سے کوئی فضیلت حاصل ہے۔ کسیکو کسی اعتبار سے۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ۱۲ محمد نظام الدین کرانوی

ف۳۔ بعض روایات میں "جعل" کی جگہہ " وضع " آیا ہے۔ یعنے وضع الحق الخ۔ اور ترمذی میں یہ روایت ابن عمر سے مروی ہے اور ابو داؤد۔ اور حاکم ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابو عمر استیعاب (کتاب کا نام ہے) میں۔ اور بیہقی دلائل النبوت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ " انکا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر " حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کو کچھ بعید نہیں سمجھا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر امر غیبی بول رہا ہے۔ یعنے ہمارے خیالوں میں یہ بات گذرتی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان [illegible] الغیب کی ترجمان ہے۔ ۱۲

محمد نظام الدین
کرانوی

مقام ابراہیم مصلے وغیر ذلک مطابق قول حضرت عمر نزول یافتہ واین امر در کتب احادیث واضح البیان است

عثمان احیی امتی واکرمھا ابونعیم۔ عثمان حیامند ترین امت منست وجوانمرد سخی ترین امت۔

منجملہ اُن کے چند آیات ہیں جیسے آیہ فدا و حجاب اور مقام ابراہیم کو مصلے بنانا وغیرہ یہ سب باتیں حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوئیں۔ کتب احادیث میں اسکی توضیح ہے عثمان احیی امتی واکرمھا ابونعیم عثمانؓ میری امت میں سب سے زیادہ حیادار اور سب سے زیادہ سخی ہیں۔ اسکو ابونعیم نے روایت کیا

۵۱ قصہ یہ ہوا کہ جب جنگ بدر سے مشرکین پکڑے آئے تو اس میں مشورہ ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے۔ اوّل ابوبکر صدیقؓ سے رائے لیگئی اُن کی رائے فدیہ لینے کی ہوئی اور قتل مناسب نہ سمجھا گیا۔ اور حضرت عمرؓ و حضرت سعدؓ کی رائے قتل کی طرف مائل ہوئی کیونکہ ان میں بہادر لوگ گرفتار ہو کر آئے تھے فدیہ لیکر ان کا چھوڑ دینا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا۔ آپس میں اسی طرح رائیں مختلف ہوئیں اور جبرئیل علیہ السلام اختیار دے گئے کہ جو چاہو کرو حضرت رسالت مآب نے ابوبکرؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا تھا جناب باری سے عتاب نازل ہوا کہ "لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب الیم" یعنی اگر لوح محفوظ میں نہ لکھا جا چکتا کہ ہم بے اظہار عتاب نہ بھیجیں گے تو اس فدیہ لینے پر تم کو عذاب الیم لاحق ہوتا۔

اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب منجانب اللہ مختار ہو گیا کہ جو چاہو کرو تو عتاب کیوں نازل ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خیار کبھی اباحۃً ہوتا ہے اور ابتلاءً و امتحاناً۔ آزمائش کے وقت خیار کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ خیار اسی قسم کا تھا۔ یعنی ابتلا کے طور پر تھا۔ مگر چونکہ مسلمانوں کو تنگی پیش آرہی تھی اس لئے آپ نے فدیہ اختیار فرمایا۔ اور ابتلا کا خطرہ قلب مبارک میں نہ گزرا۔ حالانکہ عمرؓ کی رائے عند اللہ محبوب تھی کہ دین میں سخت ہونا چاہیے۔ انکا قتل ہی بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ محمد نظام الدین کرانوی۔

۵۲ بخاری و مسلم میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے "قال وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراہیم وفی الحجاب وفی اساری بدر" یعنی میری رائے تین باتوں میں میرے رب کے موافق رہی۔ مقام ابراہیم کے مصلے بنانے میں اور حجاب کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کی نسبت۔ بدر کے قیدیوں کا حال گزر چکا۔ مقام ابراہیم کے مصلے بنانے کی صورت یہ ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ "لو اتخذت من مقام ابراہیم مصلے" اس کی جزا محذوف ہے۔ یعنی اگر آپ مقام ابراہیم کو مصلے بنالیں تو بہتر ہے۔ یعنی مقام ابراہیم میں دو رکعت طواف کی پڑھا کریں۔ چنانچہ یہ آیۃ نازل ہوگئی "واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے" یعنی بناؤ مقام ابراہیم کو مصلے۔ اور حجاب کی صورت یہ ہوئی کہ۔ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات کو پردہ کیلئے فرمایا تو حضرت زینبؓ نے جواب دیا "وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا" یعنی اے ابن خطاب تم ہم کو پردہ کا حکم کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھر میں اُترتی ہے۔ یعنی اگر پردہ بہتر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر ضرور حکم پردہ کا بھیجتا۔ غرض یہ کہ تم کو یہ منصب حاصل نہیں کہ ہم کو پردہ کا حکم کرو۔ جب یہ قصہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "واذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب" یعنی اگر تم کو کوئی شئی مانگنی ہوا کرے تو پردہ کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگا کرو سامنے نہ آیا کرو۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں تین باتوں میں موافقت آئی ہے اور اوپر کتاب میں ۲۰ احکام کی تصریح گزر چکی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں کوئی کلمہ حصر پر دلالت نہیں کرتا اور عدد واقل اکثر کی نفی نہیں کیا کرتا۔ چنانچہ کتابوں میں مصرح ہے ۱۲

محمد نظام الدین کرانوی۔

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی
الا انہ لا نبی بعدی - رواہ مسلم والترمذی

اے علی تو از من بمنزلت ہارون با موسٰی واری یعنے در
حصول وجہ اخوت و قرب منزلت و کمال اتحاد و
رفع تکلفات و ظہور اختلاط مگر آنکہ نیست پیغمبرے بعد
از من این حدیث در بیان علو منزلت حضرت امیر ظاہر است

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی
الا انہ لا نبی بعدی - رواہ مسلم والترمذی

اے علی تم میرے بمنزلہ ہارون کے ہو موسٰی کے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
مسلم ترمذی نے روایت کیا - مطلب یہ کہ وجہ اخوت و قرب منزلت و کمال اتحاد و
بے تکلفی اور اختلاط جو ہارون کو موسٰی کے ساتھ حاصل تھا وہ مجھکو تمہارے ساتھ
ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا - یہ حدیث حضرت امیر کی علو منزلت میں ہے

۵ے اور بخاری کی روایت میں یہ لفظ آتے ہیں کہ "اما ترضٰی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسٰی" کیا تو راضی نہیں ہے کہ ہو جائے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسٰی سے یعنی جیسے ہارون کو اپنی جگہ چھوڑ کر طور پر گئے تھے اسی طرح میں تجھکو مدینہ میں اہل و عیال پر چھوڑ جاؤں - اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا تو خیال ہوا کہ مدینہ میں اہل و عیال کی نگرانی کون کرے اور سفر دور دراز کا ہے چونکہ حضرت علی بہ نسبت اور صحابہ کے قرابت قریبہ رکھتے تھے آپنے اُن سے ارشاد فرمایا کہ تم مکان ہی پر رہو اسپر حضرت علیؓ نے افسردہ خاطر ہوکر عرض کیا کہ کیا مجھکو عورتوں اور بچوں پر چھوڑے جاتے ہو مطلب یہ تھا کہ کیا میں جہاد میں نہ چلوں میں تیار ہوں آپ نے انکی تسلی اور تشفی کے طور پر فرمایا کہ افسردہ کیوں ہوتے ہو دیکھو موسٰی علیہ السلام جب طور پر گئے تو حضرت ہارون کو اپنی جگہ چھوڑ گئے میں تم کو تمام گھر بار پر چھوڑے جاتا ہوں اسپر حضرت علیؓ خاموش ہو گئے اور وہیں ٹھہر گئے حضرات شیعہ اس سے حضرت علی کی خلافت پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ محض بیجا و بیہودہ استدلال ہے - اس کو خلافت سے کیا تعلق قاعدہ کی بات ہے کہ عیال و اطفال کی حفاظت پر اُسی شخص کو چھوڑا جاتا ہے جو قرابت قریبہ رکھتا ہو - حضرت علی چونکہ چچا زاد بھائی تھے اسلیئے اُن ہی کو پسند فرمایا کہ خانگی طور پر سے پوری طرح متکفل ہو جائیں گے - علاوہ ازیں مستورات کا معاملہ تمام مجاہدین آپکے ساتھ جانے کو تیار - اگر پیچھے کوئی غنیم آجائے تو ظاہر ہو کہ کوئی ایسا شخص محافظ ہونا چاہیے جو حرم محترم سے نسبی قرابت رکھتا ہو کہ اپنے ننگ و ناموس کے خیال سے انپر آنچ نہ آنے دے یہ سب باتیں قرابت اور رشتہ داری سے تعلق رکھتی ہیں اس کو خلافت صغریٰ کہیئے تو کہیے خلافت عامہ تامہ خلفا سے کیا علاقہ نیز صرف گھر کی حفاظت سے جمیع منازل میں خلافت پر استدلال کیونکر ہو سکتا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ یہ استدلال بھی بعد کے لوگوں کی بلند پروازی خیال کا نتیجہ ہے ورنہ خود حضرت علیؓ بیچارہ دل سے کبھی یہ دعوی نہ کیا کہ میری نسبت رسول اللہ صلعم نے ایسا فرمایا تھا - لہذا خلافت مجھکو پہنچتی ہے وہ تو اہل زبان تھے جو کچھ لسان وحی ترجمان سے نکلتا تھا اسکو خوب سمجھتے تھے - اگر اس میں کوئی لفظ خلافت کی طرف مشیر ہوتا تو ضرور ظاہر فرماتے - کیونکہ بر تقدیر عدم اظہار کتمان حق لازم آتا تھا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ کتمان حق کیوں فرماتے - مگر وہ جانتے تھے کہ واقعی گھر پر گھر کا آدمی رہنا چاہیے - اور یہی آپکا منشا تھا - اسلیئے ایسے دعوے حضرت علیؓ کی زبان پر نہ آئے - اور "الا انہ لا نبی بعدی" بخاری کی روایت میں تو موجود نہیں مسلم کی روایت میں ہے - یہ بھی آپنے بنا بر تشفی اور رعایت کرم فرمایا کہ یہ آزردہ خاطر نہ ہوں - کیونکہ بڑا دل تھے غازی تھے - دلاور تھے جنگ سے رہجانے کا سخت ملال تھا - آپنے بھی حد سے زیادہ تشفی کے الفاظ فرما دیئے کہ میاں کیا کہوں میرے بعد نبوت نہیں ورنہ میں تو وہ بھی تم کو دیدوں جیسے کہہ دیتے ہیں کہ "تم کو جان تک دیدوں سلطنت بخشدوں" مطلب یہ ہے کہ میں تم سے غایت درجہ خوش اور تمہارے لیے جان و مال سے موجود ہوں - جب میری خوشی اسی میں ہے کہ تم یہاں رہجاؤ تو کیا تم میری خوشی پسند نہیں کرتے - اگر یہ بات نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہی مضمون حضرت عمرؓ کے بارے میں بھی

آیا ہے بلکہ اس سے صاف الفاظ ہیں کہ "لو کان بعدی نبی لکان عمر" اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ کیسے صریح الفاظ ہیں۔ چاہیے تھا کہ
حضرت عمر سب سے آگے بڑھ کر خلافت کا دعویٰ کرتے مگر نہیں۔ وہ جانتے تھے کہ یہ غایت الطاف کی باتیں ہیں یا یوں کہیے کہ حضرت علی یا حضرت عمر یا اور صحابہ کے
لیے ایسے الفاظ فرمانے اُن کی لیاقت اور استعداد کا اظہار ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس قابلیت اور لیاقت کے آدمی ہیں چنانچہ آپ کے
بعد ہر ایک بجائے خود یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوا۔ اور یہ فرد لیاقت و استعداد آپ اپنی امت کے ہر عالم کے حق میں فرماتے ہیں چہ جائیکہ صحابہ
اُن کو تو ہر طرح کی فضیلت ہے۔ اور فرض کرو اُس حدیث سے خلافت ہی ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں "بعدی" کا لفظ اسمیں بھی ہے اور اُس میں
بھی جو حضرت عمر کے بارے میں ہے اب ایک سے کم بعد اور دوسرے سے زیادہ بعد مراد لیا جائے اُسکے لیے قرینہ اور دلیل کی ضرورت ہے ورنہ
مطلب فوت اور اس حدیث سے یہ مراد تھا کہ ہر منزلت کہ ہارون موسیٰ کے ساتھ رکھتے تھے وہ سب حضرت علیؓ کو آپ کے ساتھ حاصل تھے
ہم پوچھتے ہیں کہ استیعاب پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہے بلکہ ظاہر یہی منزلت ہے کہ جیسے موسیٰ ہارونؑ کو بنی اسرائیل پر چھوڑ گئے تھے آنحضرت
علی کو مکان پر چھوڑ گئے علاوہ ازیں تشبیہ کے لیے ادنیٰ مناسبت کافی ہے یہ ضرور نہیں کہ ہر شے اور ہر بات میں مناسبت ہوا کرے۔ تو
اتنی مناسبتیں کیا کم ہیں کہ علی آپ کے بھائی تھے۔ آپ سے بے تکلف تھے آپ ان کو اپنے بعد مکان پر چھوڑ گئے جیسے ہارون کو موسیٰ علیہ السلام
کے ساتھ تعلقات تھے۔ اور اگر اب بھی خلافت ہی کا راگ گایا جائے تو ہم یہ وجوہ بہ سبیل احتمال پیش کرتے ہیں۔ تو اب جو شخص خلافت کا مدعی
ہو یا ان احتمالات کو اٹھائے یا اپنے دعوے کے موافق تصحیح دکھائے اور اگر کہا جائے "الا انہ لا نبی بعدی" سے نکلتا ہے کہ سوائے
منزلت نبوت کے اور تمام مراتب میں علی ہارون جیسے تھے لہذا خلافت ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں کہ جمیع منازل میں منزلت نبوت بھی داخل
ہے جب منزلت نبوت کا استثناء ہوا تو عام مخصوص البعض ہو گیا تو عام مخصوص البعض گو واجب العمل ہوتا ہے مگر ظنی ہوتا ہے۔ چنانچہ کتب
اصول میں اسکی تصریح موجود ہے اور خلافت کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے محض ظنیات سے خلافت ثابت نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں نفس
خلافت میں کس کو انکار ہے۔ البتہ ترتیب خلافت میں کلام ہے۔ اور متنازع فیہ امر ہے کہ حضرت کی وفات شریف کے بعد خلافت کا
حق کس کو حاصل ہے۔ اس میں ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کا ہے اور وہ خلیفہ اول تھے اور ہو گئے چنانچہ کتب حدیث
اس امر کی پوری شاہد ہیں۔ اور ایسے کتابوں میں صحیح ہے کہ اور بعض بعض باتوں میں محض اجتہادی امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
تعارض کیا اور نوبت بہ جنگ و جدل پہنچی اور جو باتیں اپنے نزدیک ٹھیک معلوم ہوئی اُسکے پیرو ہوئے گو سب معاملہ للہ فی اللہ
ہی تھا مگر جو بات اپنے عندیہ میں محقق معلوم ہوئی اُسکے خلاف پر نوبت بقتال پہنچی۔ خلافت اتنا بڑا عظیم الشان امر اس پر حضرت
علیؓ نے کبھی حضرت ابوبکرؓ یا عمرؓ یا عثمانؓ سے مقابلہ نہ کیا اگر خلافت واقعی اُن کا حق تھا تو اپنے حق پر تعرض کرنا ضرور تھا کیونکہ اون کو اہل
تشیع کی طرح تقیہ تو نہ آتا تھا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ کبھی اس طرف اشارہ نہ ہوا۔ جانے دیجیے اگر تھوڑی دیر کو یہ بھی مان لیا جائے کہ خلافت
حضرت علی ہی کا حق تھا اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ برحق نہ تھے تو ظاہر بات ہے کہ اُن کا جہاد بھی درست نہ ہوگا۔ کیونکہ خلیفہ نہ ٹھہرے۔ اور
جب جہاد درست نہ ہوا تو جو اشیاء بر حال غنیمت میں آئیں وہ کسی کو لینی جائز نہ ہوئیں۔ اب ہم سوال کرتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ کس سے
پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ کے صلب اور حنفیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں حنفیہ جہاد میں پکڑی آئی
تھیں اور حضرت علی کو دی گئیں۔ اگر ابوبکرؓ کا جہاد اور انکی خلافت برحق اور مسلم نہیں تو حنفیہ سے حضرت علیؓ کو صحبت کرنا کیونکر جائز
ہو سکتا ہے۔ اب تو حضرات شیعہ بہت خوش ہوئے ہونگے کہ اوقات معہودہ و تواریخ معینہ میں اور غیر مشروح الموسم کے جواز کی طرح حضرت علیؓ
پر بھی انکو صاف کر ہی دیا۔ شاباش سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۱۲

محمد امام الدین ۔ کرانوے ۔

أبوبكر صاحبي ومونسي في الغار سدوا كل خوخة إلا خوخة أبي بكر رواه عبد الله بن احمد۔ ابوبکر یار منست و این لقب را خدا تعالیٰ در کلام مجید بوی ارزانی فرموده است ومونس منست در غار بند کنید هر دریچه را یعنی آنکه در مسجد بود مگر دریچه ابوبکر و این اشارتیست بسوی خلافت او۔

إني لأنظر إلى شياطين الإنس والجن قد فروا من عمر رواه الترمذي۔ هر آئینه من می بینم سوی شیاطین انسان وجن که گریختند از عمر و این باں سبب بود که عمر رضی الله عنه صورت جلالیه رسول کریم بود چنانکه صدیق اکبر و عثمان صورت جمالیه آن حضرت و حضرت علی رضی الله عنه نیز همرنگ عمر بودند

إن أشد هذه الأمة بعد نبيها حياءً عثمان رواه أبو نعيم۔ بدرستیکه زیاده تر این امت بعد پیغمبر خود در وفور و کثرت حیا عثمان است۔

أنا دار الحكمة وعلي بابها۔ رواه الترمذي۔ منم دار الحکمت و علی دروازهٔ آنست۔

أنت عتيق الله من النار قاله لأبي بكر رواه الترمذي۔ تو آزاد کردهٔ خدا تعالیٰ هستی از آتش دوزخ گفت این کلام را برائے ابی بکر صدیق رضی الله عنه

الحق بعدي مع عمر بن الخطاب حيث كان رواه الحكيم الترمذي۔

أبوبكر صاحبي ومونسي في الغار سدوا كل خوخة إلا خوخة أبي بكر رواه عبد الله بن احمد۔ ابوبکر میرا یار ہے (یہ لقب ان کو اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں عطا فرمایا[۵۱]) اور میرا مونس ہے غار میں۔ سب کھڑکیاں (جو مسجد میں ہیں) بند کردو مگر ابوبکر کی دریچہ۔ اس کو عبداللہ بن احمد نے روایت کیا۔ اسمیں آپکی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

إني لأنظر إلى شياطين الإنس والجن قد فروا من عمر۔ رواه الترمذي۔ میں شیاطین انس وجن کو دیکھتا ہوں کہ عمر سے دور بھاگ گئے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر رسول کریم صلعم کی صورت جلالیہ تھے جیسے کہ ابوبکر و عثمان آپکی صورت جمالیہ۔ اور حضرت علی بھی حضرت عمر ہی کے ہمرنگ تھے۔

إن أشد هذه الأمة بعد نبيها حياءً عثمان رواه ابونعیم۔ نبی کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ عثمان حیادار ہیں۔ اس کو ابونعیم نے روایت کیا۔

أنا دار الحكمة وعلي بابها۔ رواه الترمذي۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا[۵۲]

أنت عتيق الله من النار قاله لأبي بكر رواه الترمذي۔ آپنے حضرت ابوبکر کی نسبت فرمایا کہ تو خدا کا آزاد[۵۳] کیا ہوا ہے دوزخ کی آگ سے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

الحق بعدي مع عمر بن الخطاب حيث كان رواه الحكيم الترمذي

[۵۱] قال اللہ تعالیٰ۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ اسمیں ابوبکر کو صاحب فرمایا ۱۲

[۵۲] ایک روایت میں انا مدینۃ العلم وعلی بابہا آیا ہے۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ۱۲

[۵۳] مسعب زبیری کہتے ہیں کہ ابوبکر کو عتیق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی کہ عیب لگائے اور لیث بن سعد اور ایک جماعت کا قول ہے کہ انکے جمال اور عتاقت وجہ کی سبب ان کو عتیق کہتے ہیں ۱۲ محمد نظام الدین کیرانوی۔

حق بعد من با عمر بن الخطاب است چه جایکه باشد

مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْیٍ مِّنَ السَّمَاءِ

رواہ الطبرانی۔ تزویج نکردہ ام ام کلثوم را بعثمان مگر بسبب وحی از آسمان۔

اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ

رواہ الطبرانی۔ ہر آئینہ خدائے تعالیٰ امر کردہ مرا کہ تزویج کردہ دہم فاطمہ بعلی رضی اللہ عنہ۔

اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ مَالِهٖ وَصُحْبَتِهٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ رواہ مسلم

احسان کنندہ ترین مردمان برمن در مال خود و صحبت خود ابوبکر است و اگر بودمے کہ میگرفتمے دوست جانی کہ بحکم یک روح دو قالب دارد و مرجع کار در ہر امر باشد و در روایتے صحیحین بزیادت غیر ربی است یعنے سوائے پروردگار من ہر آئینہ میگرفتمے ابابکر را خلیل ولکن برادری اسلام یعنے افضل است و چون این مرتبہ بخدا تعالیٰ مخصوص است لہذا بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ متوقف گردید و در بعضے روایات حدیث آمدہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ را قبل از وفات شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ خلت بآنجناب رسالت حاصل گردیدہ

حق ہے بعد میرے عمر بن الخطاب کے ساتھ ہو جہاں ہو۔ الحکیم بہیقی نہ

مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْیٍ مِّنَ السَّمَاءِ

رواہ الطبرانی۔ نہیں عثمان کا نکاح ام کلثوم سے نہیں کیا مگر بسبب وحی آسمانی کے (یعنی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے وحی کے حکم سے ہوا) اسکو طبرانی نے روایت کیا

اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ

رواہ الطبرانی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھکو امر فرمایا کہ مین فاطمہ کا نکاح علیؓ سے کردون۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔

اَمَنُّ[لہ] النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ مَالِهٖ وَصُحْبَتِهٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ رواہ مسلم۔ مجھپر سب لوگون سے زیادہ احسان کرنیوالا اپنے مال اور صحبت مین ابوبکر ہے اگر مین کسیکو اپنا جانی دوست بناتا (کہ ایک روح دو قالب کا حکم رکھتا) اور ہر امر مین مرجع کار ہوتا۔ اور صحیحین کی ایک روایت مین غیر ربی اتنا لفظ اور زیادہ ہے یعنی سوائے اپنے پروردگار کے) تو ابوبکر کو بناتا لیکن برادری اسلام یعنی افضل ہے (اسکو مسلم نے روایت کیا) اور چونکہ یہ مرتبہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے لہذا آپنے بہ نسبت حضرت صدیقؓ کے توقف فرمایا اور حدیث کی بعض روایتون مین آیا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت صلعم کی وفات سے پہلے جناب رسالت کے ساتھ مرتبہ خلت حاصل ہوگیا۔

[لہ] اس حدیث سے بعض لوگون نے استدلال کیا ہے کہ درجہ خلت درجہ محبت سے ارفع ہے اور چونکہ خلت صفت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ہے اور محبت صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لہذا ابراہیم خلیل اللہ آنحضرت سے افضل ہوئے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آن حضرت صفت خلت اور محبت دونون کے جامع ہین۔ چنانچہ مسلم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا " وقد اتخذ صاحبکم خلیلا " لہذا آپ افضل ہوئے۔ نیز قاضی عیاض نے شفا مین تصریح کی ہے کہ درجہ محبت درجہ خلت سے ارفع ہے۔ نیز محبت متمکن قلب مین ہوتی ہے نہ خلت لہذا محبت کا درجہ خلت سے زیادہ ہوا ۱۲ محمد نظام الدین کرانوی۔

ومراد از ان مرتبہ آن مرتبہ است کہ در مرتبہ قرب
منزلت واتحاد در حق بشر انتہا دارد واین معنے از
معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بصدیق اکبر بغایت
وضوح دارد من شاء فلیرجع الی کتب الاحادیث والسیر

ان اللہ تعالی باہی بالملائکۃ یوم عرفۃ وباہی
بعمر بن الخطاب خاصۃ وما فی السماء ملک
الا وہو یوقر عمر وما فی الارض شیطان
الا وہو یفر من عمر - رواہ ابن عساکر

ہر آئینہ خدا تعالی فخر میکند بفرشتگان خود روز عرفہ
عموما وبعمر بن الخطاب خصوصا واین مباہات برائے
حضور حاجیان در عرفہ است ونیست در آسمان فرشتہ
مگر آنکہ توقیر میکند عمر را ونیست در زمین شیطانے مگر
میگریزد از عمرؓ

لکل نبی رفیق فی الجنۃ ورفیقی فیہا عثمان
رواہ الترمذی - ہر پیغمبر را رفیقی است در بہشت
ورفیق من دران یعنی بہشت عثمانؓ است۔

من کنت ولیہ فعلی ولیہ رواہ احمد والترمذی
کسیکہ باشم محب ومددگار او پس علیؓ محب ومددگار
اوست۔

ان اللہ تعالی یکرہ فوق سمائہ ان یخطا
ابو بکر الصدیق فی الارض رواہ الحارث
والطبرانی - وابن شاہین فی سنہ ہر آئینہ خدائے
تعالی مکروہ میدارد بالائے آسمان خود کہ منسوب بخطا
شود ابو بکر صدیقؓ در زمین۔

لما اسلم عمر اتانی جبریل فقال استبشر

اور مرتبہ منزلت سے وہ مرتبہ مراد ہے جو مرتبہ قرب منزلت
اور اتحاد میں بشر کی انتہا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا برتاؤ جناب صدیقؓ
کے ساتھ تھا اس سے یہ بات پورے طور پر واضح ہے کہ
جس کا جی چاہے کتب احادیث وسیر میں دیکھ لے

ان اللہ تعالی باہی بالملائکۃ یوم عرفۃ وباہی
بعمر بن الخطاب خاصۃ وما فی السماء ملک الا وہو
یوقر عمر وما فی الارض شیطان الا وہو
یفر من عمر - رواہ ابن عساکر۔ اللہ تعالی عرفہ کے
دن عموماً اپنے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور عمر بن الخطاب پر خصوصاً
اور یہ مباہات عرفہ میں حاجیوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے ہے اور آسمان
میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمرؓ کی توقیر نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی
شیطان ایسا نہیں جو عمرؓ سے نہ بھاگتا ہو یعنی ہر فرشتہ عمرؓ کی توقیر
کرتا ہے اور ہر شیطان عمرؓ سے بھاگتا ہے۔ اسکو ابن عساکر نے روایت کیا

لکل نبی رفیق فی الجنۃ ورفیقی فیہا عثمان
رواہ الترمذی - ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہے اور میرا رفیق
جنت میں عثمانؓ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

من کنت ولیہ فعلی ولیہ رواہ احمد والترمذی
جس کا ولی ومددگار میں ہوں اس کا محب ومددگار علی ہے
اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

ان اللہ تعالی یکرہ فوق سمائہ ان یخطا ابو بکر
الصدیق فی الارض رواہ الحارث والطبرانی
اللہ تعالی اپنے آسمان پر اس بات کو مکروہ رکھتا
ہے کہ ابو بکرؓ زمین میں منسوب بخطا ہو۔ اس کو
حارث اور طبرانی اور ابن شاہین نے اپنی سند میں روایت کی

لما اسلم عمر اتانی جبریل فقال استبشر

اَھَلَّ اَھْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ
ہنگام اسلام آوردن عمر آمد ہین جبرئیل پس گفت کہ ہر آئینہ
خوش گردیدند اہل آسمان باسلام عمرؓ

لَیَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَۃِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَدِ
اسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ رَوَاہُ
ابن عساکر۔ ہر آئینہ در آیند بشفاعت عثمان ہفتاد ہزار
فرشتہ کہ بتحقیق مستوجب دوزخ بودند در بہشت
بے حساب یعنے بدون محاسبہ اعمال برایشان
واین ہمہ باظہار علو منقبت صاحب شفاعت است

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَاِنَّ
اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ۔ بدرستیکہ خدائے تعالے گردانید
اولاد ہر پیغمبر را در پشت او و بدرستیکہ ساخت
اولاد مرا در پشت علی بن ابی طالب وسرّش آنست
کہ علی بن ابی طالب گویا صورت مثالیہ آن حضرتؐ
بودہ و یا عینک مطالعہ او ونسبتش با آنحضرت نسبت
فرع با اصل و یا ظل با صاحب ظل است و در ینجا سرّ معنے
وانفسنا وانفسکم راست آید۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ
فَاِنَّھُمَا حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ وَمَنْ تَمَسَّکَ بِھِمَا
فَقَدْ تَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا
رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ۔ اقتدا کنید و پیروی نمائید بآن دوکس
کہ بعد از من امانند ابوبکر و عمر پس بتحقیق این
ہر دو کسان رسن خدائے تعالے اند دراز شدہ
وکسیکہ تمسک کرد بایشان پس بتحقیق تمسک کرد بحلقہ

اَھَلَّ اَھْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ
عمرؓ اسلام لائے تو میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ عمرؓ کے اسلام سے
فرشتے خوش ہوئے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔

لَیَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَۃِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَدِ
اسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ رَوَاہُ ابْنُ
عساکر۔ عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار مستوجب نار
بلاحساب جنت میں جائیں گے (یعنی اُن سے اعمال کا محاسبہ
نہوگا) اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ اور یہ سب صاحب
شفاعت کی علو منقبت کے اظہار کے لئے ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَاِنَّ اللّٰہَ
جَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَوَاہُ
الطَّبَرَانِیُّ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اُس کی پشت میں قرار
دی ہے اور میری اولاد علی ابن ابی طالب کی پشت میں
اسکو طبرانی نے روایت کیا۔ اور سرّ اِس میں یہ ہے کہ علی ابن ابی طالب
گویا آنحضرت صلعم کی صورت مثالیہ تھے یا عینک مطالعہ آنکی
نسبت آنحضرت سے ایسی ہے جیسے فرع کی نسبت اصل سے
یا ظل کی صاحب ظل سے اور یہاں سرّ معنے وانفسنا
وانفسکم راست آتا ہے۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَاِنَّھُمَا
حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ وَمَنْ تَمَسَّکَ بِھِمَا فَقَدْ تَمَسَّکَ
بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ
اُن دونوں کی اقتدا اور پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنے
ابوبکر و عمر کیونکہ وہ دونوں اللہ کی دراز شدہ رسی ہیں جس نے
اُن کو پکڑا اُس نے حلقۂ مضبوط کو پکڑا اس کو انقطاع نہیں
ہے اور حبل اللہ دین الٰہی سے کنایہ ہے جیسا کہ

مضبوط کہ آنرا انقطاع و گسستگی نیست و حبل اللہ کنایہ است از دین خدا تعالیٰ باشارہ قرآن مجید "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" پس چنگل زنید بر رسن خدا تعالیٰ ہمہ شما و عروۃ الوثقی نیز کنایہ است از دین و باین نیز اشارہ ہست در قرآن شریف "فقد استمسک بالعروۃ الوثقی" یعنی بتحقیق چنگل زد بحلقہ مضبوط یعنی دین اسلام۔

اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ۔ رواہ الطبرانی۔ بدرستیکہ عثمان آنرضیہ اول کسی است کہ ہجرت کرد ہمراہ زوجہ خود یعنی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسوے خداے تعالیٰ بعد از لوط پیغمبر علیہ السلام۔

لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ قَالَهٗ لِعَلِيٍّ۔ رواہ الترمذی دوست ندارد ترا مگر مومن و دشمن ندارد ترا منافق این کلام در حق علی رضی اللہ عنہ یعنی دوستی با علی علامت ایمان است و دشمنی با علی علامت نفاق۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رواہ الترمذی۔ منم اول کسیکہ شق گردد زمین بوقت برآمدن آنکس در ہنگام قیامت پستر ابوبکرؓ پستر عمرؓ پس بیایم بسوے اہل البقیع کہ مقبرہ ایست در مدینہ قریب بروضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس یکجا باشند با من باز منتظر شوم اہل مکہ را تا جمع آیم با این حرمین و وجہ تخصیص محشور گردیدن حضرت ابوبکر و

قرآن مجید میں اشارہ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" یعنی سب ملکر اسکی رسی میں چنگل مارو۔ اور عروۃ الوثقی بھی دین ہی سے کنایہ ہے۔ اس کی طرف بھی قرآن میں اشارہ ہے "فقد استمسک بالعروۃ الوثقی" یعنے چنگل مارا حلقہ مضبوط میں۔ یعنے دین اسلام میں۔

اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ۔ رواہ الطبرانی۔ عثمان اول اُن لوگوں کے ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد مع اپنی بیوی کے اسکی طرف ہجرت کی یعنے لوطؑ کے مع اپنی بیوی رقیہ بنت رسول صلعم کے اول ہجرت عثمانؓ نے کی اس کو طبرانی نے روایت کیا

لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ قَالَهٗ لِعَلِيٍّ۔ رواہ الترمذی۔ آپنے علی کی شان میں فرمایا کہ تجھکو دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تجھکو دشمن نہیں سمجھتا مگر منافق۔ یعنی علی کی دوستی ایمان کی نشانی اور دشمنی نفاق کی علامت ہے۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رواہ الترمذی۔ میں اول اُن لوگوں کا ہوں جن سے قیامت کے روز زمین شق ہوگی (یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے قبر میں سے اٹھونگا) پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں اہل البقیع (مقبرہ ہے مدینہ منورہ میں روضہ مطہرہ آنحضرت کے قریب) کیطرف آونگا وہ لوگ میرے پاس جمع ہونگے اس کے بعد اہل مکہ کا انتظار کرونگا یہانتک کہ میں حرمین کے بیچ آملونگا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حضرت ابوبکر اور

عمر رضی اللہ عنہما با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم ضجیعۂ ایشانا
با آن حضرت صلعم و اشعار فضیلت ایشان و کمال
قرب ایشان با جناب رسالت است و در وجہ
فضل این معنی از قبور ایشان ظاہر است و چہ خوش گفتہ
است حکیم خاقانی در توصیف روضۂ مطہرۂ آنحضرت

بہی حرم محمدی را	چو لا الہ سترہ ہدی را
پیشش دو خلیفہ رخ نہفتہ	چون زا بکنار شمس خفتہ
ہر سہ شدہ یک نہاد و یکجا	چون یک الف و دو لام ہم
آنجوے زمین و کعبہ نافہ	مشکش پسر ابو قحافہ

جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالف دینار فی کمّہ حین جہّز جیش العسرۃ فنثرہا فی حجرہ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقلبہا فی حجرہ ویقول ما ضرّ عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد۔ آورد عثمان بسوے آن حضرت صلعم ہزار دینار کہ ہمرہ آن در آستین خویش نگاہ داشتہ ہنگامے کہ سامان جیش عسرت یعنی لشکر کہ بہ تبوک مقرر کردہ بود و خود آن شہریست شانزدہ منزل از مدینہ در حدود شام برائے قتال نصاری عرب و شام مہیا می گشت ساخت آن دینارہا در کنار آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس دیدم پیغمبر خدا را کہ زیر و بالا میکرد آن دینارہا در کنار خویش برائے نقد ساختن و میگفت ضرر نکند عثمان را چیزیکہ بعمل آرد بعد ازین وقت و این کلام دو بار فرمود و این عمدہ بشارتست بقبول نفقات حضرت عثمان کہ عمدہ قربات پیش آن حضرت

ساتھ مشہور ہونیکی وجہ یہی ہیں کہ آپکے ساتھ اُن کا ہم ضجیعت ہونا اور اُنکی فضیلت اور وجہ فضیلت میں اپنے ساتھ کمال قرب کا ظاہر کرنا ہے اور یہ بات اُنکی قبروں سے ظاہر ہے کہ آپکے پاس اسی ایک حجرے میں ہیں حکیم خاقانی نے روضہ مبارکہ کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے۔

بہی حرم محمدی را	چو لا الہ سترہ ہدی را
پیشش دو خلیفہ رخ نہفتہ	چون زا بکنار شمس خفتہ
ہر سہ شدہ یک نہاد و یکجا	چون یک الف و دو لام ہم
آنجوے زمین و کعبہ نافہ	مشکش پسر ابو قحافہ

جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالف دینار فی کمّہ حین جہّز جیش العسرۃ فنثرہا فی حجرہ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقلبہا فی حجرہ ویقول ما ضرّ عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت یعنی اس لشکر کیلئے جو جنگ تبوک کے (تبوک ایک شہر ہے حدود شام میں مدینہ سے سولہ منزل) کے واسطے نصاری عرب و شام سے لڑنے کو تیار و مقرر فرمایا تھا سامان کرنا شروع کیا تو حضرت عثمان ہزار دینار کی تھیلی آستین میں لائے۔ اور آپ کی گود میں اُلٹ دی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اُسوقت رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ اُن دیناروں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں اور جانچ کے طور پر اوپر تلے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عثمان اب سے پیچھے جو عمل کریگا اُس کو مضر نہ پڑے گا۔ یہ کلام آپنے دو مرتبہ فرمایا۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔ اسمیں حضرت عثمان کو اُن اعمال و نفقات کی قبولیت کی بشارت ہے جو اُنھوں نے خدا کی راہ میں کیے۔

صرف نمود و بجمیع قابلیت امثال خیر بهیچ وجه بار نیز رکال
بعد ازیں ملامان خدمت ایشان رنفته و از قسیم اعطا
ازلی حق خاشاک ضرر از ساحت با عزت ایشان
بر افشانند و این اشارتیست لطیف بسوئے دفع طعن مخالفان
که بظهور می رسانند در وقت که بسبب
بے اطلاعی جناب ایشان بود نسبت بیا کرده اے
بآنجناب می نمودند و آنرا باعث طعن و تشنیع درباره
جناب ایشان روا میداشتند پس ظهور این کلمه جامعه یعنی
"ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم" مبنی بر آنست که هرچند جناب
ایشان از مثل آن چیزها منزه و مقدس است اما نظر
بر علو منزلت و سمو منقبت ایشان اگر بر فرض و تسلیم
آنچیزها منسوب بدان زبان خدمت ایشان باشد از ضرر ایشان
دور باشد چنانکه این معنی درباره اهل بیت عموما در آیت
تطهیر مقصود است و درباره جناب امیر خصوصا در حدیث
"اللهم ادر الحق معه حیث دار"

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا
فِيهِمْ عَلِيٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدَيْهِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - فرستاد آن حضرت صلی الله
علیه وسلم لشکرے را یعنی بجانب یمن و دران لشکر
علی بودند یعنی بسردگی آن جیش پس بر داشت
پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم هر دو دست خود و میگفت
بار خدایا نمیران مرا تا آنکه بنمائی علی را و این بسبب
قرب زمان مرگ آن حضرت صلی الله علیه وسلم بود تا نباشد
که قبل از رسیدن علی سفر عالم آخرت پیش آید

یعنی جو کچھ انہوں نے آن حضرت صلعم کی حضور میں
خرچ کیا وہ مقبول ہوا اور جو عمل کئے ان میں کسی طرح کا
ضرر آپکو نہیں پہنچ سکتا۔ نیز اس میں اشارہ ان مخالفین کے
خیالات کا دفعیہ ہوتا ہے جو مفسد لوگ جھوٹی سچی باتیں بنا کر
آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہے اور یہ کلمہ جامعہ یعنی "ما ضر عثمان
ما عمل بعد الیوم" اس بات پر مبنی ہے کہ ہرچند جناب
ایسی باتوں سے جو مفسد لوگ مشہور کرتے
ہیں بری ہیں۔ لیکن عظمت شان کے لحاظ سے اگر
بالفرض والتسلیم ایسی باتیں آپ کی طرف منسوب
بھی ہو جائیں تو آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتیں۔
جیسے کہ یہ معنی اہل بیت کے بارے میں عموماً آیہ تطہیر
میں مقصود ہیں اور جناب امیر کے بارے میں خصوصاً
حدیث "اللھم ادر الحق معہ حیث دار" میں

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا
فِيهِمْ عَلِيٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدَيْهِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ آنحضرت صلعم نے ایک لشکر یمن کی طرف روانہ
کیا اس میں علی کو سردار بنا کر بھیج گئے۔ تو آپ نے دونوں
ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ الٰہی جب تک مجھکو علی کی صورت
نہ دکھا دے میری موت نہ بھیج۔ اس کو ترمذی
نے روایت کیا۔
چونکہ آپکی وفات شریف کا زمانہ قریب تھا اس لئے دعا
فرماتے تھے کہ علی کے آنے سے پہلے سفر آخرت پیش نہ آجائے

ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ۔ ابو بکر در بہشت است وعمر در بہشت وعثمان در بہشت وعلی در بہشت۔

حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر ومن سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن حفظنی فیہم فانا احفظہ یوم القیامۃ رواہ ابن عساکر۔ دوستی ابو بکر وعمر از ایمان است ودشمنی ایشان کفر است وکسیکہ دشنام وبد وسقط گوید یاران مرا پس بر و لعنت خدا است کسیکہ یاد دارد مرا درمیان ایشان یعنی درمیان ایشان ملاحظہ من کند وحق صحبت وخدمت ایشان کہ بمن است ملحوظ خاطر ونصب العین ساختہ بتعظیم وتوقیر با ایشان پیش آید واز ارتکاب طعن وتشنیع واعتساف سب وشتم دور باشد پس ہر آئینہ من محافظت او کنم بروز قیامت یعنی بشفاعت جرائم ومعاصی او کہ در ان وقت محتاج شدید بعفو ومغفرت گناہان باشد حفاظت او نمایم۔

ارأف امتی بامتی ابو بکر واشدہم فی دین اللہ عمر واصدقہم حیاء عثمان واقضاہم علی۔ رواہ ابو یعلی۔ مہربان ترین است من بامت من ابو بکر است وسخت ترین ایشان یعنی است در دین خدا عمر است وراستترین ایشان در حیا عثمان است وقاضی ترین ایشان علی است۔

ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ۔ ابو بکر جنت میں عمر جنت میں عثمان جنت میں علی جنت میں ہیں۔

حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر ومن سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن حفظنی فیہم فانا احفظہ یوم القیامۃ رواہ ابن عساکر۔ ابو بکر و عمر کی دوستی ایمان ہے اور انکی دشمنی کفر۔ جو میرے اصحاب کو برا کہے اسپر خدا کی لعنت جو شخص انکے درمیان مجھکو یاد رکھے یعنے انکے درمیان میرا لحاظ کرے اور ان کی صحبت اور خدمت کا حق جو مجھپر ہے ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھے اُن کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آئے اور طعن و تشنیع اور سب و شتم نہ کرے تو میں قیامت کے روز اسکی محافظت کروں گا یعنی جب وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کی مغفرت اور عفو جرائم کا سخت محتاج ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

ارأف امتی بامتی ابو بکر واشدہم فی دین اللہ عمر واصدقہم حیاء عثمان واقضاہم علی رواہ ابو یعلی میری امت میں امت پر مہربان زیادہ ابو بکر ہیں اور دین الٰہی میں سخت اور بڑے تیز عمر اور نہایت سچے حیادار عثمان اور بڑے قاضی علی۔ اس کو ابو یعلی نے روایت کیا۔

فائدہ قضا عبارت است از فصل خصومات و احقاق حق و ابطال باطل در متخاصمین یعنے مدعی و مدعا علیہ۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ وَزِيرَانِ وَوَزِيرَايَ وَصَاحِبَايَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ۔ ہر پیغمبر را دو وزیر است و دو وزیر من و دو یار من ابوبکر و عمر است۔

عُثْمَانُ حَيِيٌّ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ رواہ ابن عساکر۔ عثمان حیا مند است حیا میکنند از وے فرشتگان۔

مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ قَالَهُ لِعَلِيٍّ رواہ الترمذی۔ سرگوشی باوے نہ کردم ولکن خدائیتعالے باوے سرگوشی کرد گفت این کلام را در حق علی۔

فائدہ۔ و آن وقتے بود کہ تکبیر نماز عشا شدہ حضرت امیر رض با حضرت سرگوشی مے نمود تا آنکہ بسیارے از شب بگذشت و دران حال بعضے منافقان بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق طعن گفتند وَلَقَدْ طَالَ نَجْوَاكَ مَعَ ابْنِ عَمِّكَ یعنی دراز شد سرگوشی تو با ابن عم خود پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این کلام ارشاد فرمود و مقصود ازین کلام آنست کہ سرگوشی من بمنزلہ سرگوشی خداست کہ مطابق خوشنودی و رضامندی و تعالے است و این کلام مانند قول خدائے تعالی است۔

فائدہ۔ قضا کے معنی ہیں متخاصمین یعنی مدعی و مدعا علیہ کے جھگڑے چکانے اور احقاق حق اور ابطال باطل کرنا۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ وَزِيرَانِ وَوَزِيرَايَ وَصَاحِبَايَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ۔ ہر نبی کے دو وزیر ہیں اور میرے دو وزیر اور دو یار ابوبکر و عمر ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

عُثْمَانُ حَيِيٌّ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ رواہ ابن عساکر۔ عثمان بہت حیادار ہے۔ اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اسکو ابن عساکر نے روایت کیا۔

مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ قَالَهُ لِعَلِيٍّ رواہ الترمذی ہے۔ آپ نے حضرت علی کے بارہ میں فرمایا کہ میں نے اُس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے سرگوشی کی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

فائدہ۔ اس کا قصہ یہ ہوا کہ ایک روز نماز عشا کی تکبیر ہوگئی اور حضرت امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ سرگوشی کرتے رہے یہانتک کہ بہت رات چلی گئی۔ اسوقت بعض منافقوں نے آپ سے طعن کے طور پر کہا "وَلَقَدْ طَالَ نَجْوَاكَ مَعَ ابْنِ عَمِّكَ" یعنی چچا کے بیٹے کے ساتھ بڑی کانا پھوسی ہوئی اس کے جواب میں آپنے یہ ارشاد فرمایا۔ انتجیتہ الخ اور مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ میری سرگوشی بمنزلہ خدا کی سرگوشی کے ہے کہ اُس کی خوشنودی اور رضامندی کے مطابق ہے۔ اور یہ کلام بعینہ خدائیتعالی کے اس قول کے موافق ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى -
رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي اِلٰى
دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا
مِنْ مَالِهِ وَمَا نَفَعَنِي مَالٌ فِي الْاِسْلَامِ مَا نَفَعَنِي
مَالُ اَبِي بَكْرٍ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
بخشد خدا تعالےٰ ابو بکر را کہ نکاح کردہ بمن داد
دختر خود را یعنے عائشہؓ و برداشت مرا بسوئے
دار ہجرت یعنی مدینہ و صحبت کرد مرا در غار و
آزاد کرد بلال را از مال خود و نفع نداد مرا مالے در
اسلام چنانکہ نفع داد مرا مال ابی بکرؓ
فائدہ - برداشتن حضرت صدیق اکبرؓ آن حضرت
صلعم را بسوئے ہجرت از مکہ بمدینہ امریست مشہور و
واضح و دران ہنگام دو شتر را با سامان سفر بحضور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشکش آورد آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمودہ متوجہ مدینہ باتفاق
و معیت صدیق اکبرؓ پسرش عبد اللہؓ و غلامش
عامر ابن فہیرہؓ گشت بعد ازان کہ سہ شبانہ روز در
غار ثور مختفی گشتہ بود و ہمین قصہ در قرآن مجید
در آیۃ "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین
کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى -
رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي اِلٰى
دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا
مِنْ مَالِهِ وَمَا نَفَعَنِي مَالٌ فِي الْاِسْلَامِ
مَا نَفَعَنِي مَالُ اَبِي بَكْرٍ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
خدا ابو بکر پر رحم کرے کہ اس نے اپنی بیٹی سے میرا
نکاح کیا - اور مجھکو دار ہجرت یعنی مدینہ میں لیگیا اور
غار میں میرا مصاحب ہوا اور بلال کو اپنے مال سے
آزاد کیا - اور جتنا نفع مجھکو ابو بکرؓ کے مال نے دیا کسی کے
مال نے نہیں دیا - اسکو ترمذی نے روایت کیا -
فائدہ - ابو بکر صدیق کا حضرتؐ کو سوار کر کے مدینہ
لیجانا مشہور بات ہے کہ اس وقت دو اونٹ مع
سامان سفر حضور اقدس میں پیش کیے اور آپنے
قبول فرمائے - اسکے بعد تین رات دن غار ثور میں
چھپے رہے اور ابو بکر اور انکے بیٹے عبد اللہؓ اور انکے
غلام عامرؓ بن فہیرہ کے ہمراہ مدینہ کو روانہ ہوئے
اس قصہ کی طرف قرآن شریف کی اس آیت میں
قوی اشارہ موجود ہے "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ
اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین
اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا

ح ۵ یہ آیۃ جنگ احد میں نازل ہوئی - قصہ یہ ہوا کہ جب جنگ ہوئی اور خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکدیں اللہ کی قدرت سے ہر شخص کی آنکھ میں خاک پڑ گئی
اور شکست کھا کر بھاگ پڑے جب سب مفرور ہو گئے تو اس خیال سے کہ مسلمان یہ نہ سمجھ لیں کہ فتح ہماری قوت سے ہوئی یہ آیت نازل فرمائی
مطلب یہ تھا کہ تم نے قتل نہیں کیا خدا نے کیا اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے کنکریاں نہیں پھینکیں خدا نے پھینکیں غرض یہ
کہ ہماری طرف خیال رہے اور مدد ہماری طرف سے سمجھی جائے اپنا دخل نہ دیا جائے ۱۲ محمد نظام الدین کرانوی -

لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الخ
اشارہ قوی موجود است و بیان نصرت و حمایت او
در بارۂ جناب رسالت ہم درہمین آیۃ واضح است
و انفاقات صدیق اکبر در وجوہ قربات مانند
جہاد وغیرہ و کارپردازی جہاد در [illegible] کثیرہ [illegible]
در کتب حدیث و سیر مسطور است
رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ
الحق وما لہ من صدیق رحم اللہ عثمان
تستحییہ الملٰئکۃ وجہز جیش العسرۃ و
زاد فی مسجدنا حتی وسعنا رحم اللہ علیا
اللھم ادر الحق معہ حیث دار رواہ الترمذی
بخشد خدا تعالیٰ عمر را میگوید حق را اگرچہ آن حق تلخ باشد
گردانید او را حق گوئی باین حال کہ او را یاری نیست یعنی
حق گوئی او باین حد رسیدہ است کہ ہرچہ میگوید حق
میگوید چون برخلاف نفس و طبیعت مردمان میباشد
از گفتن آن مکدر باشند پس رسم و راہ صداقت را در
حال حق گوئی با او لحاظ نکنند و رنجش خاطر از وے بہم
میرسانند و ہمین حال حق گوئی و حق گویانست کہ ہر
کس بمقابلہ حق گوئی در معاملات در رنج می افتند و این
اشارتیست بآنکہ عمر چون شیوۂ حق گوئی دارد بسیار
چیزہائے کہ بحضور آنحضرت صلعم و یا بعد از آنحضرت صلعم
در معاملات دین و دنیا از راہ مصلحت عرض کردہ مردمان
با او تکدر خاطر و رنج طبع لاحق بہم رسانند و لطعن و تشنیع
باعتبار غرض نفسانی زبان دراز نمایند و تعرضات بیہودہ
بمیان آرند پس این ہمہ خلاف حق و باطل خواہد بود

فانزل اللہ سکینتہ علیہ الخ
اور آنجناب کی نصرت و حمایت کے بیان میں بھی آیت
واضح ہے اور حضرت ابوبکر کا نیک کاموں اور جہاد و
سامان جہاد میں مال خرچ کرنا کہ ہزاروں تک نوبت
پہونچی حدیث و سیر کی کتابوں میں مسطور ہے
رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان
مرا ترکہ الحق وما لہ من صدیق
رحم اللہ عثمان تستحییہ الملٰئکۃ
وجہز جیش العسرۃ وزاد فی مسجدنا
حتی وسعنا رحم اللہ علیا اللھم
ادر الحق معہ حیث دار رواہ الترمذی
اللہ عمر پر رحم کرے حق بات کہتا ہے گو کڑوی لگے اس کو
حق گوئی نے اس حال کو پہنچا دیا کہ اب اس کا کوئی یار نہیں
یعنی اسکی حق گوئی اس حد کو پہنچگئی ہے کہ جو کچھ کہتا ہے حق کہتا ہے
اور چونکہ لوگوں کی طبیعت کے خلاف ہوتا ہے اس کے
کہنے سے مکدر ہوتے ہیں لہذا حق گوئی کی وجہ سے
حقوق دوستی بھی اسکے ساتھ ملحوظ نہیں رکھتے ۔ اور دل میں رنج
کرتے ہیں حق گوئی اور حق گو لوگوں کا یہی حال ہے کہ سب لوگ
حق گوئی کے مقابلہ میں معاملات کے اندر رنجیدہ ہوتے ہیں
اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ عمر چونکہ حق گوئی کا شـ[illegible]
ہیں بہت سی باتیں جو آنحضرت کے حضور [illegible] میں یا بعد
دین و دنیا کے معاملات میں مصا[illegible] عرض بھی کیئے ہیں
لوگ ان سے ناحق مکدر اور رنجیدہ ہوئے ہیں اور چونکہ
انکے دلوں میں غرض نفسانی گھسی ہوئی ہے طعن و تشنیع
زبان کھولتے ہیں اور بیہودہ تعرضات درمیان لاتے ہیں

یعنی آن باشد کہ او گفتہ شد و لہذا آنحضرت فرمودہ
إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَ
الْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَیْثُ کَانَ الحدیث
بخشد خدا تعالیٰ عثمان را کہ حیا میکند و فرشتہ حیا میکنند
از وے [illegible] و سامان کرد جیش عسرت را یعنی تبوک و
کشادہ ساخت مسجد ما را تا آنکہ گنجائش کرد ما را
بخشد خدا تعالیٰ علی را بار خدایا بگردان حق را با او
ہر جا کہ بگردد۔

فائدہ۔ جیش العسرۃ جنگ تبوک را گویند بسبب کمال
تنگی حال صحابہ دران و قلت و نایابی اسباب سفر لیکن
حق سبحانہ و تعالیٰ کار پردازی آن باعانت بغایت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ عمل آورد و توسیع مسجد نبوی چنان
بود کہ یک قطعہ کہ قریب مسجد بود از بعضے انصاریان
خرید و شامل مسجد ساخت و بران بشارت دخول جنت
از مصدر رسالت یافت چنانکہ در صحیحین مذکور است

اَرْبَعٌ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّهُمْ فِیْ قَلْبِ
مُنَافِقٍ وَلَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْ بَکْرٍ
وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رَوَاهُ ابْنُ
عَسَاکِرَ۔ چہار کس اند کہ جمع نگردد و یک جا
نماند دوستی ایشان در دل منافق و دوست ندارد
ایشان را مگر مومن۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔
علی۔

فائدہ۔ ازین حدیث مستفاد گشت کہ دوستی
چہار یار از ایمان است و ترک محبت ایشان
علامت صریح نفاق۔

یعنی [illegible] حق اور باطل میں فارق ہے جو عمر کہتے ہیں اسی واسطے
آن حضرت نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ
وَقَلْبِهٖ اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَیْثُ کَانَ الحدیث رحم اللّٰہ
خدا عثمان پر رحم کرے اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اسنے
جیش عسرت یعنی غزوۂ تبوک کا سامان کیا اور ہماری مسجد
فراخ کردیا یہانتک کہ وہ ہمارے لیے گنجائش کی ہوگئی
خدا علی پر رحم کرے الٰہی حق کو اسکے ساتھ دائر کر جہاں وہ
جائے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

فائدہ۔ جیش عسرت غزوۂ تبوک کو کہتے ہیں کیونکہ اسمیں
صحابہ کا تنگ حال تھا اسباب سفر کم دستیاب ہوتا تھا
مگر بفضلہ تعالیٰ حضرت عثمانؓ کی اعانت بے غایت سے انجام
ہوگیا۔ اور مسجد کی توسیع اس طرح ہوئی کہ حضرت عثمانؓ نے
ایک قطعہ زمین جو مسجد کے قریب تھا بعض انصار سے خرید کر
مسجد میں شامل کردیا اور اسپر حضرت رسالت سے دخول
جنت کی بشارت پائی چنانچہ صحیحین میں مذکور ہے۔

اَرْبَعٌ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّهُمْ فِیْ قَلْبِ
مُنَافِقٍ وَلَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْ بَکْرٍ
وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاکِرَ
چار شخص ہیں کہ جنکی محبت منافق کے دل میں جمع نہیں ہوتی
اور ان کو مومن کے سوا اور کوئی دوست نہیں رکھتا (یعنی
اُن کی محبت مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے) ابو بکر۔
عمر۔ عثمان۔ علی۔ اسکو ابن عساکر نے روایت کیا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چہار یار کی
دوستی ایمان کی نشانی ہے اور ترک محبت نفاق کی
صریح علامت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ رواہ مسلم

بود آن حضرت صلعم برکوہ حرا ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر پس جنبش آمد سنگہاے حرا را در لرزہ در افتاد پس فرمود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ ساکن باش نیست بر تو مگر پیغمبر و صدیق و شہید

فائدہ - این حدیث منصب صدیقیت حضرت صدیق اکبر را ثابت گشت و مرتبہ شہادت این پنج تن کہ عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر اند و قصہ شہادت ایشان مشہور و معروف است در کتب احادیث و سیر از آنجملہ شہادت طلحہ و زبیر در جنگ جمل بوقوع آمد اما شہادت طلحہ از دست مروان شقی کہ در اول مصاف تیرے زہر آلود بر زانوے مبارک ایشان زد ہمدران وقت جناب ایشان را برداشتہ در خرابہ بصرہ بردند در ہمان حال شخصے از ہمراہیان حضرت امیر بحضور ایشان رفت آنجناب تجدید بیعت حضرت امیر بر دست آن لشکرے بجا آوردند بعد از ان شربت شہادت چشیدند و چون این واقعہ بحضور معلے جناب امیر رسانیدند بشکر رسانیدند بشکر و سپاس الٰہی مشغول گشتہ فرمودند کہ الحمد للہ الذی اخرجہ من الدنیا و بیعتی فی عنقہ یعنی حمد و سپاس خدا را است کہ بیرون آورد او را خدا تعالیٰ از دنیا باینحال کہ بیعت من در گردن اوست

رسول اللہ صلعم کوہ حرا پر تشریف رکھتے تھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر ساتھ تھے ایک پتھر کو جنبش ہوئی اور ہلا تو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ٹھہر جا۔ نہیں ہے تجھ پر مگر پیغمبر و صدیق اور شہید۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ - اس حدیث سے منصب صدیقیت حضرت صدیق اکبر کے لیے ثابت ہوا اور مرتبہ شہادت ان پنجتن کیلیے حضرت عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کے لئے اُن کی شہادت کا قصہ کتب احادیث و سیر میں مشہور و معروف ہے از انجملہ حضرت طلحہ و زبیر کی شہادت جنگ جمل میں واقع ہوئی۔ طلحہ کی شہادت مروان شقی کے ہاتھ سے ہوئی اسنے اول ہی لڑائی میں زہر کا بجھا ہوا تیر آپکے زانوے مبارک پر مارا لوگ اسوقت آپ کو اٹھا کر بصرہ کے ویرانے میں لے گئے اسی حال میں حضرت امیر کے ہمراہیوں میں کا ایک شخص آپکے پاس گیا انھون نے اُس سپاہی کے ہاتھ پر امیر سے تجدید بیعت کی (گویا کہ یہ بیعت بواسطہ سپاہی کے امیر ہی سے ہوئی۔) اس کے بعد شربت شہادت نوش فرمایا جب یہ خبر جناب امیر کو پہنچی تو آپنے خدا کا شکر ادا کرکے فرمایا کہ "الحمد للہ الذی اخرجہ من الدنیا و بیعتی فی عنقہ - یعنی حمد و سپاس اس خدا کو جس نے اُس کو دنیا سے اس حال سے نکالا کہ میری بیعت اُس کی گردن میں ہے۔

و این اشارتیست با یجاب و قبول بیعت از جانبین و آنکہ زبیر رضی اللہ عنہ پس در ہنگام مصاف با حضرت امیر عقد صلح و موافقت بستہ صفائی کلی از طرفین حاصل نمودہ و درین حال از لشکر جدا شدہ بجانب خیبر میرفت چون بوادی العقری رسید جہت ادای نماز عصر فرود آمدہ مشغول بنماز گردید و درین حال شخصے در حالت سجدہ سر مبارک ایشان بخنجر آبدار برید و جدا کردہ بخیمہ گاہ حضرت امیر آمدہ بوساطت شخصے این واقعہ را بجناب امیر رسانید جناب ایشان بعد از دریافت این حال بسیار غضبناک گشتہ گفت بشر قاتل ابن صفیہ بالنار یعنی مژدہ دہ کشندہ پسر صفیہ را بآتش دوزخ پسر صفیہ زبیر ابن عوام است و صفیہ دختر عبد المطلب۔

و چون این کلام امیر بآن شخص رسید ہمان خنجر را بر شکم خود زدہ بدار البوار رفت پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ فرمود۔

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاتِلُ ابْنِ صَفِیَّةَ بِالنَّارِ

راست فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ کشندہ ابن صفیہ در آتش دوزخ است۔

یہ اشارہ ہے دونوں طرف سے بیعت کے ایجاب و قبول کا۔ اور حضرت زبیر کا قصہ یہ ہوا کہ ہنگام جنگ حضرت علی سے صلح کر کے طرفین سے صفائی کلی حاصل کر کے اسی حال میں لشکر سے جدا ہو کر خیبر کی طرف جاتے تھے جب وادی العقری میں پہنچے نماز عصر پڑھنے کو اترے اور نماز میں مشغول ہوئے۔ سجدہ میں تھے کہ ایک شخص خنجر آبدار سے آپ کا سر مبارک کاٹ کر جدا کر کے اسی حال اور حضرت امیر کے خیمہ گاہ پر آ کر ایک شخص کی وساطت سے یہ واقعہ جناب امیر تک پہنچایا۔ آپ یہ حال دریافت فرما کر غضبناک ہوئے۔ اور فرمایا "بشر قاتل ابن صفیہ بالنار" یعنے ابن صفیہ کے قاتل کو آتش دوزخ کی بشارت دے" اور پسر ابن صفیہ زبیر ابن عوام ہیں اور صفیہ عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔

جب یہ کلام اس شخص تک پہنچا وہی خنجر اپنے پیٹ میں مار کر جہنم رسید ہوا۔ اسپر حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاتِلُ ابْنِ صَفِیَّةَ بِالنَّارِ

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ فرمایا کہ ابن صفیہ کا قاتل آتش دوزخ میں ہے (یعنی ابن زبیر کا قاتل دوزخی ہے)

فضائل البیت

اَتَانِیْ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِیْ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رواه ابن عساکر۔

آمد مرا فرشته پس سلام داد بر من فرود آمد از آسمان که فرود نیامده بود پیش ازین بار پس مژده داد مرا آنکه حسن و حسین سردار نوجوانان بهشت اند و بتحقیق فاطمه سردار زنان اهل بهشت است۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ رواه الترمذی۔

هر آئینه حسن و حسین ایشان دو گل باغ من اند از دنیا یعنی در دنیا گل مراد و ثمر فواد من اند۔

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا رواه مسلم۔

بیرون آمد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم از خانه بوقت صبح و بر ایشان گلیمی بود از صوف یعنی گلیم پشمینه و بر آن نقش وار مانند شکل کجاوه شتر بران کشیده بود

اہلبیت کے فضائل

اَتَانِیْ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِیْ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رواه ابن عساکر۔

میرے پاس ایک فرشتہ آیا آتے ہی مجھکو سلام کیا وہ آسمان سے اترا اس سے پہلے نہ اترا تھا پس مجھکو بشارت دی کہ حسن اور حسین جوانان بہشت کے سردار ہیں اور فاطمہ اہل بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ رواه الترمذی۔

حسن اور حسین میرے باغ کے دو پھول ہیں دنیا سے یعنی دنیا میں یہی گل مراد و ثمر فواد ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا رواه مسلم۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کیوقت گھر سے باہر تشریف لائے اور صوف کا ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاوہ شتر کی صورت کے نقش تھے کہ حسن ابن علی آ گئے

پس آمد حسن ابن علی پس داخل کرد او را در آن گلیم۔ پس آمد حسین پس داخل کرد با او۔ پس تر آمد فاطمہ پس داخل کرد او را در آن۔ پس در آمد علی پس داخل کرد او را در آن پس این آیت مذکور خواند ترجمہ آیت این است جز این نیست کہ میخواہد خدا تعالے تا ببرد از شما پلیدی را اے اہلبیت پیغمبر و پاک گرداند شما را پاکی تمام۔

فائدہ۔ نزول این آیت اول برائے ازواج طاہرات است چنانکہ تمام مضامین آیات بران دلالت دارد و ثانیاً بطریق اولویت در حق این نفوس اربعہ طاہرہ فرود آمدہ

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ الْاٰيَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ہرگاہ کہ نازل گشت این آیت کہ مضمونش این است کہ بخوانیم فرزندان خود را و فرزندان شما را و زنان خود را و زنان شما را و ذاتہائے خود را و ذاتہائے شما را طلبید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم علی و فاطمہ و حسن و حسین را پس فرمود بار خدایا ایشان اہل بیت من اند۔

اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا

آپ نے اُن کو کملی میں لیا۔ پھر حسین آئے اُن کو بھی داخل کیا۔ پھر حضرت فاطمہ زہرا آئیں اُن کو بھی اُسی میں داخل کیا۔ پھر حضرت علی آئے اُن کو بھی اُسی میں لیا اور یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے اہلبیت اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ تمہاری پلیدی دور کرے اور تم کو نہایت درجہ کا پاک و صاف کر دے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ۔ اس آیت کا نزول اولاً ازواج مطہرات کے لیے ہوا اور ثانیاً بطریق اولویت ان نفوس اربعہ طاہرہ کے حق میں۔

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ الْاٰيَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا مضمون یہ ہے کہ بلائیں ہم اپنے فرزندوں کو اور تمہارے فرزندوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو۔ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا

كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ رواه مسلم

ہر آئینہ میگزارم درمیان شما دو چیز بزرگ قدر و گران بار یعنی عالی مرتبہ را اول آن ہر دو کتاب خداست در ان ہدایت و نور است پس بگیرید کتاب خدا را وچنگل زنید بآن پس کمال تحریص فرمود بر عمل کتاب اللہ و اتباع آن پسند فرمود و اہل بیت من یاد میدہانم بشما خدائے تعالیٰ را در اہل بیت خود یاد میدہانم بشما خدائے تعالیٰ را در اہل بیت خود یعنی در مقدمہ تعظیم و توقیر و محبت ایشان۔

فائدہ۔ ازین حدیث مستفاد میشد اہتمام محافظت دو چیز یکے پیروی و تبعیت قرآن شریف کہ حکم و فرمان خداست مشتمل بر احکام دین و تفصیل جمیع امور دیگرے رعایت تعظیم و توقیر اہل بیت پیغمبر و وجوب محبت ایشان و این حکم ہمہ اشخاص اہلبیت را شامل است و آن بر شش قسم اند از ازواج و اولاد و اخوان و اعمام و عمات و کسانیکہ علاقہ مصاہرت دارند یعنی خویشی کہ بعلاقہ زن باشد مانند خسر و داماد

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَ

(یعنی) میں تم میں دو چیز بزرگ قدر و گران بار یعنی عالی مرتبہ چھوڑتا ہوں۔ اول کتاب اللہ اسمین ہدایت اور نور ہے کتاب اللہ کو پکڑو اور اسمین چنگل مارو پس آپنے کتاب اللہ کے عمل پر کمال تحریص کی اور رغبت دلائی پھر فرمایا اور میرے اہل بیت یعنی دوسری بزرگ قدر چیز میری اہل بیت ہیں) میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارہ مین خدا کو یاد دلاتا ہون مین تم کو اپنی اہل بیت کے بارہ مین خدا کو یاد دلاتا ہون۔ یعنی اُن کی تعظیم و توقیر و محبت کے بارہ مین۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے دو چیزون کا اہتمام اور اُن کی محافظت نکلی ایک پیروی قرآن شریف کی کہ خدا کا فرمان ہے احکام دینی اور جمیع امور کی تفصیل کو شامل ہے دوسری اہلبیت کی تعظیم و توقیر کی رعایت اور اُن سے محبت کا وجوب اور یہ حکم تمام اہلبیت کو شامل ہے اور اہلبیت چھ قسم کے ہین بیبیان۔ اولاد۔ بھائی۔ چچا۔ پھوپھیان اور وہ لوگ جو علاقہ مصاہرت رکھتے ہین یعنی خویشی جو بیوی کے علاقہ سے ہوتی ہے۔ جیسے خسر و داماد

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَ

خدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ
بنت محمد وفضل عائشۃ علی النساء
کفضل الثرید علی سائر الطعام رواہ مسلم
بکمال رسیدند مردان بسیار ونکمال رسیدند زنان
مگر مریم دختر عمران وآسیہ زن فرعون وخدیجہ دختر
خویلد وفاطمہ دختر محمد وفضیلت عائشہ بر زنان
مانند فضیلت ثرید یعنی در نان شوربا وگوشت اندا ختہ
بر جمیع طعام ودرین اشارہ نبوی بفضیلت حضرت
عائشہ صدیقہ بر ہمہ زنان است پس خلاصۂ کلام
آنکہ در زنان عالم پنجتن از زنان کمال ذاتی وصفاتی
وفضیلت دینی ودنیوی یافتند مریم وآسیہ وخدیجہ
وفاطمہ وعائشہ وہر یکے در وجوہ فضل یکتا از ایشان است
اما ام المومنین عائشہ صدیقہ پس فضیلت عمدہ
دارند ولہذا در بیان حال ایشان لفظ فضل کہ ابلغ
از لفظ کمال است از مشکوۃ نبوت تابش یافتہ و
ظاہر وباہر است کہ فضیلت ذاتی وصفاتی عائشہ
در ابواب علم وسخا وزہد وتقوی ونفع رسانی امت
عموماً وخصوصاً در رتبہ علیا ونہایت قصوی وا ما
سیدۃ النساء پس طہارت ذاتی ونزاہت صفاتی
دارند وفضیلت ایشان در ابواب زہد وتقوی و
مشابہت اخلاق وافعال جناب نبوت ودر مرتبۂ رفیع
ومنصب منیع بس نمایان است۔

احب اہلی الیّ فاطمۃ رواہ
الترمذی۔ محبوب ترین اہل من بسوئے
من فاطمہ است۔

خدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ
بنت محمد وفضل عائشۃ علی النساء
کفضل الثرید علی سائر الطعام رواہ مسلم
بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور عورتیں کمال کو نہیں پہنچیں
مگر مریم عمران کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بیوی اور خدیجہ
خویلد کی بیٹی اور فاطمہ محمد کی بیٹی اور عائشہ کو عورتوں پر
ایسی فضیلت ہے جیسی ثرید (شوربے میں روٹی بھگی ہوئی)
کو تمام کھانوں پر۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
خلاصہ یہ ہے کہ تمام جہان کی عورتوں میں سے پانچ عورتوں نے
ذاتی وصفاتی فضیلت پائی۔ مریم۔ آسیہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ
عائشہ اور ہر ایک وجوہ فضل میں یکتا ہے۔ عائشہ صدیقہ
عمدہ فضیلت رکھتی ہیں۔ اسلئے آپ کے منہ سے انکے
بارے میں لفظ فضل نکلا جو لفظ کمال سے ابلغ ہے اور
ظاہر ہے کہ عائشہ صدیقہ رض کی ذاتی وصفاتی فضیلت
ابواب علم وسخا وزہد وتقوی اور نفع رسانی
امت میں عموماً وخصوصاً اعلی درجہ پر ہے اور
سیدۃ النساء طہارت ذاتی اور نزاہت صفاتی
رکھتی ہیں۔ ابواب زہد وتقوی میں ان کی فضیلت
اور جناب نبوی کے اخلاق وافعال سے مشابہت
ایک اونچے مرتبہ اور عالی منصب پر ہے
(یعنی ان کے اخلاق وعادات جناب رسالت کی
بہت کچھ ملتے جلتے ہیں)

احب اہلی الیّ فاطمۃ رواہ الترمذی
مجھکو اپنی اہل میں زیادہ محبوب فاطمہ رض ہیں۔
اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ
فِتْنَۃٌ۔ نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ
وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ
وَرَفَعْتُھُمَا۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ
وابوداؤد والنسائی۔ راست فرمود خدا و رسول او
مضمون آیت اینست جز این نیست کہ اموال و اولاد
شما سبب آزمایش است نگاہ کردم بسوی این دو طفل
یعنی امام حسن و حسین کہ میرفتند و می لغزیدند پس
صبر نکردم تا قطع نکردم سخن خود و برداشتم آن را
یعنی دران حال کہ خطبہ میخواندند بوقت لغزیدن و
افتادن ایشان خطبہ را گذاشتہ ہر دو را یکبار خود گرفتند
اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ شَنْفَا الْعَرْشِ وَلَیْسَا بِمُعَلَّقَیْنِ
رواہ الطبرانی۔ حسن و حسین ہر دو گوشوارہ عرش
یعنی آرایش و زینت عرش اند و معلق بر عرش نیستند
فائدہ۔ مراد از شنف گوشوارہ حسی نیست کہ از قسم
زیور زین و معلق بر عرش بلکہ گوشوارہ معنوی چنانچہ
اسد اللہ در حدیث در حق حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
ورود یافتہ۔

مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ
اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ رواہ احمد وابن ماجہ
کسیکہ دوست دارد حسن و حسین را پس بتحقیق دوست
داشت مرا و کسیکہ دشمن داشت ایشان را پس بتحقیق
دشمن داشت مرا۔

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا
نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ رواہ الترمذی والبزار

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ
فِتْنَۃٌ۔ نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ
وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ۔
وَرَفَعْتُھُمَا۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ
وابوداؤد والنسائی۔ خدا اور اسکے رسول نے سچ فرمایا
اور آیت کا مضمون یہ ہے کہ تمہارے اموال اور اولاد
آزمایش کا سبب ہے۔ میں نے ان دو بچوں یعنی
حسن و حسین کو دیکھا کہ چلتے تھے اور ٹھوکر کھاتے تھے پس
مجھسے صبر نہو سکا۔ یہانتک کہ میں نے کلام ختم کر دیا اور انکو
اٹھا لیا۔ یعنی آپ نے اس حال میں خطبہ پڑھتے تھے انکو پھسلتا اور
گرتا دیکھکر خطبہ چھوڑکر دونوں کو گود میں اٹھا لیا۔ اسکو احمد ترمذی ابن ماجہ
ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ
شَنْفَا الْعَرْشِ وَلَیْسَا بِمُعَلَّقَیْنِ رواہ الطبرانی۔
حسن و حسین دونوں عرش کے گوشوارے یعنی عرش کی آرایش و زینت
ہیں۔ اور عرش پر معلق نہیں ہیں۔ اسکو طبرانی نے روایت کیا
فائدہ۔ شنف سے مراد گوشوارہ حسی نہیں کہ زیور کی قسم
سے ہو اور عرش پر معلق ہو۔ بلکہ گوشوارہ معنوی مراد ہے
جیسے حدیث میں حضرت امیر حمزہ کے حق میں اسد اللہ آیا ہے
مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ
اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ رواہ احمد وابن ماجہ
جو حسن حسین کو دوست رکھتا ہے وہ مجھکو دوست رکھتا ہے
اور جو ان کو دشمن جانتا ہے۔ وہ مجھکو دشمن جانتا ہے۔
اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔
مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ رواہ الترمذی والبزار

مثل اہلبیت من مثل کشتی نوح است کسیکہ سوار شد بران نجات یافت از ہلاک وکسیکہ پس ماند ازان وسوار نشد بران غرق شد یعنے کسیکہ محبت داشت بایشان وصحبت وموافقت بایشان نمود در حمایت ونصرت حق است۔

سَأَلْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ إِلَىٰ أَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي وَلَا يَتَزَوَّجَ إِلَيَّ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ فَأَعْطَانِي ذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ۔ درخواست کردم از پروردگار خود کہ بزرگ وبابرکت است بانیکہ نکاح نکنم کسے از امت خود ونکاح نکند بامن ہیچکس از امت من مگر باشد آنکس بامن در جنت پس داد خدا تعالےٰ مرا این عہد۔

فائدہ۔ یعنی کسیکہ علاقہ زوجیت باجناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم دارد در بشارت دخول جنت داخل است خواستگاری نکاح اول از جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا از جانب دیگران۔

أَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ أَشَدُّكُمْ حُبًّا لِأَهْلِ بَيْتِي وَأَصْحَابِي رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَالْفِرْدَوْسُ۔ ثابت قدم ترین شما بر پل صراط سخت ترین شما در حب اہلبیت مرا ویاران۔

فائدہ۔ ازین حدیث واضح شد کہ محبت آل واصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ندارد بر بالائی پل صراط قدمہ او لغزش کند ومنشاے آن خلل در ایمان او بترک حب آل واصحاب باشد۔

هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا

میری اہلبیت کی مثل ایسی ہے جیسے نوح کی کشتی جو اسپر سوار ہوگیا ہلاک ہونے سے بچ رہا اور جو رہ گیا اور سوار نہ ہوا غرق ہوگیا یعنے جو ان سے محبت رکھتا ہے اور ان کی صحبت اور موافقت کرتا ہے خدا کی حمایت اور نصرت میں آجاتا ہے۔ اس کو ترمذی اور بزار نے روایت کیا۔

سَأَلْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ إِلَىٰ أَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي وَلَا يَتَزَوَّجَ إِلَيَّ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ فَأَعْطَانِي ذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ۔ مین نے اپنے پروردگار سے جو بابرکت وبزرگ ہے درخواست کی کہ میں اپنی امت میں کسی سے نکاح نکرون اور نکوئی میری امت میں سے مجھسے نکاح کرے مگر (یہ کہ) وہ جنت میں میرے ہمراہ رہے پس اللہ تعالےٰ نے مجھکو یہ بات عطا کی۔ اس کو طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

فائدہ۔ یعنی جس کو جناب رسالت صلعم کے ساتھ علاقۂ زوجیت حاصل ہو وہ دخول جنت کی بشارت میں داخل ہے۔ عام ہے کہ نکاح کی خواستگاری آنحضرت صلعم کی طرف سے ہو یا دوسرون کی طرف سے۔

أَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ أَشَدُّكُمْ حُبًّا لِأَهْلِ بَيْتِي وَأَصْحَابِي رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَالْفِرْدَوْسُ۔ تم میں پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ شخص ہے جس کو میرے اہل بیت اور اصحاب کی محبت زیادہ ہے۔ اس کو ابن عدی اور فردوس نے روایت کیا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جسکو آل و اصحاب کی محبت نہیں پل صراط پر اس کا قدم لغزش کریگا اور منشا اس کا یہ ہے کہ آل واصحاب کی محبت نہونے سے اس کے ایمان میں خلل ہوگا۔

هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا

فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا۔ رواہ الترمذی یعنی
این دو شخص یعنے حسن و حسین دو پسران من از دختر من اند بار خدایا ہر آئینہ دوست میدارم
ایشان را پس دوست دار ایشان را و دوست دار کسی
کہ دوست دارد ایشان را۔

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِهٖ مِنْ نِّعْمَةٍ وَّاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ
اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ دوست
دارید خدا را بسبب پرورش کردن و غذا دادن او
تعالے شما را بنعمتہائے خود و دوست دارید مرا بسبب
دوستی خدائے تعالے و دوست دارید اہل بیت مرا
بسبب دوستی من۔

فائدہ یعنی بسبب نعمتہائے منعم حقیقی دوستی بار او
دارید و بسبب دوستی آن منعم حقیقی دوستی با پیغمبر او دارید
و بسبب دوستی پیغمبر او دوستی با اہل بیت او دارید۔

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَاَمِتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَ
احْشُرْنَا مَعَهُمْ تَحْتَ لِوَائِهِمْ وَاجْعَلْنَا مِنْ
اَتْبَاعِهِمْ آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی
یہ دونوں بیٹے حسن و حسین میرے بیٹے اور نواسے ہیں
الٰہی میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انکو
دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اس کو دوست
رکھ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِهٖ مِنْ نِّعْمَةٍ وَّاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ
اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ۔ رواہ الترمذی اللہ کو
دوست رکھنا چاہیے کہ وہ تم کو نعمتیں کھلاتا ہے اور اسکی
دوستی کی وجہ سے مجھکو دوست رکھو اور میری دوستی
کی وجہ سے میرے اہل بیت کو۔ اس کو ترمذی
نے روایت کیا۔

فائدہ یعنی منعم حقیقی کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے
دوستی رکھو اور اسکی دوستی کی وجہ سے اسکے پیغمبر سے اور اسکے
پیغمبر کی دوستی کی وجہ سے اسکے اہل بیت سے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَاَمِتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَاحْشُرْنَا
مَعَهُمْ تَحْتَ لِوَائِهِمْ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَتْبَاعِهِمْ آمِیْن
یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

خاتمة الطبع

الحمد للہ کہ این کتاب بل گوہر نایاب یعنے عزیز الاقتباس فی فضائل اخبار الناس مصنفہ راس المحدثین
تاج المفسرین جد امجدی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ مع شرح فارسی از مولانا
حسن علی صاحب محدث لکھنوی کہ از ارشد تلامذہ حضرت مصنف بود مع ترجمہ ہر دو کہ الحال این احقر کنانیدہ
بماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۱۲ ہجری نبوی حلیہ طبع پوشید و ہر کہ دید پسندید طالبان آئینہ دریابند وچونکہ حق تصنیفش بنام بندہ
محفوظ ست احدے از اہل مطابع قصد طبع نفرمایند

احقر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی دہلوی مالک مطبع احمدی دہلی

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب

عارف باللہ حکیم اُمت مصطفویہ محمدی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ ہندوستان میں جو مستند محدث ہیں سب کا سلسلہ حضرت ہی کے واسطے سے جناب شاہ ولی اللہ صاحب تک پہونچتا ہے۔ آپ شب چہارشنبہ بست و پنجم ماہ رمضان ۱۱۵۹ ہجری کو کوچہ چیلان میں جس جگہ اب ان حضرات کے مزارات ہیں پیدا ہوئے نام تاریخی آپ کا غلام حلیم ہے اسی شب شب قدر بھی تھی اور آپ ختم قرآن شریف بھی ہمیشہ اوسی شب کو کیا کرتے تھے۔ اور ختم میں کہانا شکر و بوری تقسیم ہوتی تہیں آپ دراز قد گندم رنگ لاغر اندام کلان چشم صاف جسم تھے۔ گرد اگرد چہرے کے لحیہ مبارک خوشنما با اعتدال تھے اکثر چہار و سکے تلے انگرکہ اور پاجامہ شرعی دستار کشمشی کلاہ پنبہ دار رومال بھی پاک کرنیکا نیلا۔ اور پاپوش زری آور ہاتھ میں عصا سے سبز رکھتے تھے۔ اخلاق میں تخلقوا باخلاق اللہ کی مصداق تھے۔ اور مزاج میں نہایت خوش طبعی اور ہر ایک کا خلیق تہا۔ آپ نے علوم ظاہر و باطن اپنی پدر والا قدر سے پڑھا اور مولوی شاہ محمد عاشق صاحب پھلتی رح اور خواجہ امین اللہ کشمیری رح سے جو خلفا رشید تلامذہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ کے تھے بعض کتب حدیث کی سند لی۔ اور علم فقہ اپنے خسر مولوی نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ اور اکثر فیوض ظاہر و باطن مزار پر انوار پدر بزرگوار سے حاصل کرتے تھے۔ تھوڑی دیر اوکی قبر مبارک پر مراقب رہتے تھے۔ خط شکست و نسخ خوب لکھتے تھے۔ علم موسیقی میں ملکہ راسخ تھا کہ استادان فن زانوی ادب تہ کرتے تھے۔ تیر اندازی میں خلیفہ ڈھونڈے کے شاگرد تھے۔ گھوڑے کی سواری ملکہ الفسر چابک سواران محمد شاہ بادشاہ سے سیکھے تھے اور تیراکی میں بہی سب سے بڑھکر تھے۔ غرض کہ کوئی علم و فن ایسا نہ تھا کہ جس میں آپکو دستگاہ کامل نہو آپ کے ذات جامع کمالات تھی اپنے والد ماجد کے انتقال کے وقت سولہ برس آٹھ مہینہ آٹھ روز کے تھے۔ آپ کی شادی مولوی نور اللہ صاحب مذکور کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ طالبان خدا کو خدا تک پہونچاتی تہی بعض سے قادریہ طریقت میں بیعت لیتے تھے اور امرا کو سلسلہ چشتیہ میں اور دوسروں کو سلسلہ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے (باقی تفصیلی حالات ہماری تذکرہ خاندان ولی اللہی میں ملاحظہ فرمائیں

احقر سید احمد ولی اللہی عفی عنہ

مالک و مہتمم مطبع احمدی و دوکان اسلامیہ دہلی دریبہ کلان

وصیت نامہ مترجم ۱۰/

وصیت نامہ مشرح مع ترجمہ اردو ۔ بعض بعض وصیتون کو شاہ صاحب کے عام لوگ اپنے کم فہمی سے نہ سمجھ سکتے تھے اور مطالب پوچھے کچھ سمجھ جا سکتے تھے اون مقامات کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث صحیحہ اور آیات کلام اللہ سے دلایل پیش کرکے بالکل حل و صاف کر دیے ہین ۔ ایک کالم مین وصیت نامہ مع شرح فارسی اور دوسرے کالم مین اردو بامحاورہ ترجمہ چھاپا گیا ہے ہر مسلمان کے دیکھنے کے قابل ہے ۱۰/

ہوامع مع شرح حزب البحر فارسی ۔ شاہ صاحب نے دعا حزب البحر کے شرح ایسی عجیب و غریب لکھی ہے کہ آج تک دیکھنے مین نہین آئی ۔ ہر ہر فقرے کی بڑے بسط سے شرح کی ہے اور ہر فقرے کی اخیر شرح پر جن جن مطالب کے لیے وہ فقرہ مفید ہے اوس کے پڑھنے کی ترکیب بیان فرمائی ہے اور اعتصام اور اختتام پڑھنے کی مخالفت اور اوس کی وجہ بیان کی ہے اور خاتمہ پر طریقہ زکوۃ و دیگر فوائد لکھے ہین جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین ۔ غرضکہ یہہ کتاب عاملون کی روح

از مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

رسالہ تحقیق الرؤیا عربی مع ترجمہ اردو ۔ اس رسالہ مین شاہ صاحب نے رؤیا کی متعلق عجیب و غریب بحث کی ہے اور خواب کی ماہیت اور تحقیق اس شرح بسط کے ساتھ کی ہے کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی فی الواقع ہندوستان مین اس مضمون کا یہہ پہلا رسالہ ہے اسکی خوبی ناظرین کے دیکھنے پر موقوف ہے اس کے دو کالم مین ایک مین اصل رسالہ دوسرے مین اسکا بامحاورہ اردو ترجمہ جو زر کثیر صرف کرکے تیار کرایا گیا ہے ۔ ۴/

عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس فارسی مع ترجمہ اردو ۔ اس مین شاہ صاحب نے وہ تمام حدیثین جمع کی ہین جو خلفاے اربعہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے فضائل مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہین اور آپ کے شاگرد خاص مولانا مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی نے اسکا فارسی مین ترجمہ اور فوائد زائد کرکے ایک رسالہ کافی و وافی کر دیا ہے حقیر نے اسکا اردو بامحاورہ ترجمہ کرا کر طبع کرایا ہے اس رسالہ کے بھی دو کالم ہین ایک مین اصل رسالہ اردو دوسرے مین اوسکا

بامحاورہ اردو ترجمہ ۔ یہ رسالہ عموماً تمام مسلمانون اور خصوصاً طالب علمون اور واعظون و مناظرون کے واسطے بہت مفید ہے ۔ ۲/

کرامات عزیزی ہر سہ حصہ اردو ۔ اس مین شاہ صاحب کے عقلی و نقلی جوابات جو غیر مذاہب کے لوگون کو دیے ہین اور ہر مرض کے متعلق عملیات و تعویذات لکھے ہین ۔ قابل دید کتاب ہے ۔ ۴/

میزان العقائد محشے عربی ۔ یہ رسالہ شاہ صاحب نے فن عقائد مین ۱۳ سطر کا نصف دقیقہ مین تحریر فرمایا تھا ۔ چونکہ اوس مین غایت درجہ کا اختصار تھا جس سے اوسکا پورے طور سے سمجھ مین آنا دشوار تھا اسلیے خود ہی اسکی شرح فرمائی اول تو متن ہی عجیب ہے پھر اوسکی شرح اور بھی نادر ۔ غرضکہ یہ رسالہ فن عقائد مین لاجواب ہے ہر اہل علم کے کار آمد ہے وہ عجیب غریب تحریر ہین اور معقولیون کی تردید قابل دید ہے ۔ ۱۰/

از مولانا شاہ محمد اسمعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح فارسی مع ترجمہ اردو ۔ اس مین بدعت کے اقسام جو حدیث سے ثابت ہوتے ہین بیان کیے ہین ۸/

تقویۃ الایمان و تذکرۃ الاخوان اردو ۹/

منصب امامت مع ترجمہ اردو موسوم بہ درجات امامت ۔ ۸/

از مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ

مسائل اربعین ۔ اس کا ترجمہ اردو رفاہ المسلمین جو ہر مسلمان کے دیکھنے کے قابل ہے ۳/

مسائل اربعین فارسی ۱/

مجموعہ مسائل لشتہ فارسی از مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ ۔ اس مین مفصلہ ذیل رسائل درج ہین (۱) حل شعر حضرت محمد گیسو دراز ۔ (۲) شرح چہل کاف (۳) جواب سوالات اثنا عشریہ (۴) نذور بزرگان (۵) رسالہ بیعت (۶) رسالہ حملۃ العرش (۷) شرح رباعیات تصوف (۸) رسالہ اذان نماز (۹) رسالہ فوائد نماز ۔ اس مجموعہ مین صوفیہ و علما کے مذاق کے موافق وہ وہ اسرار